ادارتی اعلامیہ 25 نومبر 2022

خواتین پر تشدد کے خاتمے کا عالمی دن

آج 25 نومبر کو، ہم یہاں خواتین پر تشدد کے خاتمے کا عالمی دن منانے کے لیے جمع ہیں۔ خواتین پر تشدد کے کئی انداز ہیں اور ان کی زندگی پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ان کی بحالی کا انحصار زیادہ تر بنیادی حقوق تک رسائی کی یقین دہانی پر ہوتا ہے۔

مرد کی جانب سے تشدد کی تمام اقسام میں سے جنسی زیادتی زیادہ غالب ہے، جو سب سے زیادہ پوشیدہ اور سب سے عام ہو چکی ہے۔ یہ سب جنسی زیادتیوں کو پدر شاہی نظام کا مرکزی جزو بناتا ہے۔ اس کا تعلق جنس سے نہیں بلکہ طاقت سے ہے۔ طاقت کے استعمال سے بچیوں، نوجوان و بالغ خواتین کو حقیر سمجھنا، بدسلوکی کرنا، رعب جمانا، اطاعت کروانا، خوف بٹھانا اور ان کی آزادی پر پابندی لگانا۔ معاشرتی بیانیہ قائم کرنا کہ جنسی تعلقات میں مردوں کو پہل کرنے کا حق ہونا چاہیے اور اس وقت تک رکنا نہیں چاہیے جب تک براہ راست انکار نہ ہو۔ یہاں تک کہ انکار کو نظر انداز کرنے کی طاقت یا اصرار کے ذریعہ حدوں کو پار کرنا۔

اس کے علاوہ جنسی حملے سے متاثر ہونے والے میں شرمندگی کا احساس پیدا کرنے کی طاقت، متاثرین/ زندہ بچنے والوں کو ذمہ دار اور قصور وار ٹھہرانے کی طاقت (کیسے لباس میں ملبوس تھی، کیا پیا/ استعمال کیا تھا، کس جگہ پر تھی، آیا اکیلی جا رہی تھی وغیرہ) اس کی بجائے کہ واحد ذمہ دار کے طور پر حملہ آور کی نشاندہی کی جائے۔ یا رپورٹ کرنے والیوں کے مقصد کو متضاد بنانے کی طاقت۔ اور بنیادی طور پر، ایسا تصور پیدا کرنے کی طاقت جہاں حملہ نامعلوم شخص کی جانب سے کسی عوامی مقام پر کیا جاتا ہے اور جسے نفسیاتی مریض اور بد چلن قرار دیا جاتا ہے، باوجود اس کے کہ اکثر حملے، خاص طور پر جو زیادہ سنگین ہوتے ہیں، وہ ایسے احاطوں میں انجام دیے جاتے ہیں جنہیں نجی احاطہ تصور کیا جاتا ہے اور عموماً حملہ آور کی کوئی خصوصیات نہیں ہوتیں۔ یہ دوستوں، شریک حیات، ساتھیوں، پڑھائی یا کام کے ساتھیوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں یا قریبی افراد کی جانب سے انجام دیا جاتا ہے۔

پوری دنیا میں حقوق نسواں کی تحریکات نے اس پدر شاہی طاقت کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے، انہوں نے جنسی زیادتیوں کی وجوہات اور نتائج کی نشاندہی کی ہے اور ہر اس سطح پر ان مختلف اقسام کی شناخت کی ہے جہاں یہ واقع ہوتی ہیں (خاندانی، شریک ساتھی، معاشرہ یا برادری، جائے کار، تعلیمی، ڈیجیٹل یا سیاسی)۔ اس کے علاوہ، زیادتی کے کلچر کے خلاف بھی آواز اٹھائی ہے جو خواتین کی جانب جنسی زیادتی کو باقاعدہ کرتا اور قبول کرتا ہے اور ان خواتین کی آواز کو اجاگر کرنے کے لیے گونج کی ایک لہر برپا کی ہے جو رپورٹ کرتی ہیں اور ساتھ دیتی ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ، حقوق نسواں نے دو بڑی تبدیلیوں کو جنم دیا ہے۔ اول طور پر، انہوں نے اپنی رضامندی کو اہم ترین قرار دیا ہے۔ جنسی آزادی میں جس مرضی کثرت اور جس کے ساتھ مرضی جنسی تعلقات قائم کرنا، اور اسی طرح اس سے انکار کرنا شامل ہے۔ یہ پورے معاشرے کے لیے ایک سوال اٹھاتا ہے اور خاص طور پر مردوں کے لیے، تاکہ وہ دقیانوسی سوچ کو چھوڑ دیں اور ان صنفی کرداروں کو ترک کر دیں جو انہیں پدر شاہی معاشرے میں ملے ہیں، تاکہ اپنے اندر اور اپنے دوستوں، خاندانوں اور کام یا تفریح کے ساتھیوں کے ماحول میں ان تمام کرداروں اور رویوں کی شناخت کرنا سیکھیں جو ایسی زیادتیوں کی اجازت دیں یا اسے معمولی سمجھیں یا کہ براہ راست جنسی زیادتی کا باعث ہوں۔

اور دوسرا، حقوق نسواں نے سرکاری طاقت کے مؤثر اقدامات اور ہر قسم کی ادارتی زیادتیوں کو ختم کیے جانے کا تقاضا کیا ہے ۔ ایسی ذمہ داری جو بچاؤ سے لے کر اور اسی طرح تصحیح کی پالیسیوں کو قائم کرتی ہے، جنہیں کافی طور پر مالی وسائل حاصل ہونے چاہئیں اور جس کے لیے زیادہ سے زیادہ ادارتی و بین محکمہ جاتی معاونت اور تعاون کی ضرورت ہے۔

یہ عزم ہے جو ملک کے تمام سیاسی اداروں کو مضبوط بناتا ہے۔ ایک ایسا عزم جو ان تمام حقوق کو یقینی بناتا ہے جنہیں جنسی زیادتی کے ذریعہ پامال کیا جاتا ہے: تحفظ کے حق سے لے کر صحت، تعلیم یا سماجی اور سیاسی شمولیت سے ہوتے ہوئے جسمانی اور نفسیاتی سالمیت کے حق تک۔ حتمی طور پر، خواتین کی آزادی کا ایک عزم جو ہمیں ایک زیادہ آزاد معاشرہ بنائے۔